قسط: ۷

آئینہ اہل حدیث

مولانا عبدالرشید انصاری مرحوم

میری قسمت سے الٰہی! پائیں یہ رنگِ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

راقم السطور کی مؤدبانہ گزارشات اور نیازمندانہ نگارشات کی غرض وغایت یہ ہے کہ مسلک اہل حدیث کے بارے میں بعض کرم فرماؤں نے دیدہ ودانستہ یا نادانستہ طور پر شکوک وشبہات اور افترا پردازیوں کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ اس سعی نامشکور کا ازالہ کرنے کے لئے خامہ فرسائی کرنا ہی مناسب سمجھا' تاکہ عام مسلمانوں کے سامنے قرآن وحدیث کی انمول موتیوں کو قبول کرنے کی راہ میں حائل سنگہائے گراں کو ہٹا کر حقیقت حال کو واضح کردوں۔

آزاد رو ہوں میرا مسلک ہے صلح کن
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے

میرا ذاتی نظریہ یہی ہے کہ دینی مسائل میں خالص علمی انداز کے نقد وتبصرہ کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ اور نظریاتی اختلاف کی بنیاد پر طعن وتشنیع سے مکمل احتراز کرنا چاہئے۔ بقول جوش ملیح آبادی:

پھول تو پھول ہیں، کانٹوں سے بھی عداوت نہ چاہئے
وہ بھی تو پالا ہوا ہے نسیم بہار کا

مسلک اہل حدیث کا تعارف:

نامور عالم دین، علمبردار آزادیِ وطن، مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ نے ایک اہم اجتماع کے موقع پر فرمایا: ''جماعت اہل حدیث خالص تبلیغی وتحقیقی مزاج کی جماعت ہے، وقار وعظمت کے ساتھ اخلاقی وقانونی حدود کے اندر رہ کر کلمہ حق کہنے والی اور کتاب وسنت کی نشر واشاعت کرنے والی جماعت ہے۔ اس کی ہیئت ترکیبی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے ارکان پاکیزہ کردار کو ہر آن پیش نگاہ رکھیں۔'' [نقوش عظمت رفتہ ص ۸۵]

مولانا داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں برصغیر کے نامور صحافی مولانا ظفر علی خانؒ نے یوں فرمایا ہے:

قائم ہے ان سے ملت بیضاء کی آبرو
اسلام کا وقار ہے داؤد غزنویؒ
رجعت پسند کہنے لگے ان کو دیکھ کر
آیا ہے سومنات میں محمود غزنویؒ
کلکتہ میں ایک اور بھی ہے ان کا ہم لقب
یہ ہست غزنویؒ ہے، وہ بود غزنوی

مولانا اسحاق بھٹی نے مسلک اہل حدیث کا تعارف بایں انداز فرمایا ہے:"میرے نزدیک **اہل حدیثیت** اس ذوق، اس تہذیب، اس ثقافت، اس اعتدال، اس توازن، اس میانہ روی، اس حسن اسلوب، اس رواداری، اس شائستگی، اس طریق عمل اور اس اسلوب زیست کا نام ہے، جس کی تعلیم ہمیں صاحب حدیث صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے دی ہے اور جس پر کاربند رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ہر مسئلے پر لڑنے جھگڑنے اور گھسن پٹی کرنے کا نام ہرگز اہل حدیثیت نہیں ہے۔" [نقوش عظمت رفتہ ص ۲۲۸]

دراصل مسلک اہل حدیث کی تعلیم صرف اور صرف یہ ہے کہ کلام اللہ اور کلامِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا ہی دنیا میں سعادت اور آخرت میں نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ جو لوگ اس نعمت سے محروم ہیں، وہ دنیا میں بھی خسارے میں رہیں گے اور آخرت میں بھی سوائے شرمندگی اور ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

علامہ محمد اقبالؒ نے کیا ہی سچ فرمایا ہے:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن — نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن
وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر — اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

گوجرانوالہ شہر میں ایک تاریخ ساز واقعہ:

تقریباً ۱۹۱۵ء میں ایک مشہور پادری بنام جوالا سنگھ نصرانیت کی تبلیغ کے لئے گوجرانوالہ آیا اور انہوں نے علی الاعلان مسلمانوں کو چیلنج دیا کہ مجھ سے مناظرہ کریں، اور یہ بھی کہا کہ کوئی مسلمان میرے اعتراضات کا جواب نہیں دے سکتا۔ ان کی دل آزار باتوں کو سن کر شہر کے تمام فرقے پریشان ہوئے۔ اس نازک موقع پر جماعت اہل حدیث کے ترجمان، مناظر اسلام، فاتح قادیان، شیر پنجاب مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مسلمانوں کی طرف سے وکیل بن کر میدان مناظرہ میں تشریف

لائے اور عیسائی مبلغ سے ایک معرکۃ الآرا مناظرہ کرنے کے بعد کامیابی اور فتح مندی کا جھنڈا لہرایا۔ اس کامیابی سے گوجرانوالہ کے تمام مسلمانوں کے دلوں میں مسلک اہل حدیث کے متعلق بغض وعناد کے جراثیم مکمل طور پر ختم ہوگئے اور ان کے ذہنوں میں یہ بات ذہن نشین ہوگئی کہ اسلام کے اصلی خادم یہی لوگ ہیں۔

مولانا ثناءاللہؒ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کی شان میں ایک کافر نے ''رنگیلا رسول'' کے نام سے ایک کتابچہ لکھا تو اس کی تردید میں'' **رسولِ مقدس** صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم '' کے نام سے ان کے تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب دے کر دشمنانِ اسلام کو لاجواب کر دیا۔ آپ کی اس تصنیف پر برصغیر کے تمام علماء بلا امتیاز مسلک وملت اور تمام مسلمانوں نے آپ کو داد تحسین پیش کیا، اور ہندوستان کے نامور عالم دین صدر جمعیت علمائے ہند علامہ مفتی کفایت اللہؒ وغیرہم نے ''وکیلِ اسلام'' اور ''متکلمِ اسلام'' کے معزز خطابات سے نوازا۔

﴿ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء﴾

اللہ تعالی نے مولانا ثناءاللہ رحمۃ اللہ علیہ کو قابل رشک ذہانت وفطانت کی نعمت سے نوازا تھا۔ ساتھ ہی حاضر دماغ اور اپنے مدمقابل کو نقلی اور عقلی دلائل سے خاموش کر دینے میں طاق تھے۔ آپ سب باطل فرقوں سے کامیاب ٹکر لینے والے مناظر اسلام تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے آریہ سماج کو ہرایا، منکرینِ حدیث کا قافیہ تنگ کر دیا، قادیانیوں کا تو پوچھنا ہی کیا! انہیں مباہلہ کر کے ختم کر دیا۔ مرزا احمد قادیانی ذلیل وخوار ہو کر مر گیا۔ مولاناؒ بہت بڑے عالم تھے، شیخ الاسلام تھے۔ ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ ان کے بے شمار مناظرے ان کی اسلامی غیرت اور دینی حمیت کا واضح مظہر ہے۔ اور خدمت دین کے اس میدان میں بلا مبالغہ کوئی ان کے ٹکر کا نہیں ہوا۔

؎ ایسا کہاں سے لائیں، تجھ سا کہیں جسے!

وہ بہت بڑے ادیب بھی تھے۔ اردو، عربی، فارسی تینوں زبانوں میں انہیں زبردست مہارت تھی۔ ان کی تمام تحریریں بہت آسان ہیں، موقع ومحل کی مناسبت سے اردو، فارسی اور عربی کے اشعار سے مزین بھی ہیں، ان کی'' تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن'' قدیم طرز کی عربی زبان میں ایک بہترین شاہکار ہے۔

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تفسیر کی اہمیت اور جامعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یوں فرمایا: ''مولانا ثناءاللہ کی تفسیر القرآن بکلام الرحمن عربی مدارس میں تفسیر جلالین کے بجائے شامل درس کیا جائے، تو بہت مناسب ہے۔'' [ص۱۸۴]

ملت اسلامیہ کے چند اکابرینؒ کی آرائے گرامی:

(۱) مولانا ابراہیم صاحب میر سیالکوٹیؒ:

رسالہ ''عجائبات مرزا'' جناب مولانا ثناء اللہ صاحب فاتح قادیان نے تقریظ کے لئے ارسال فرمایا ہے۔ مولانا ممدوح کی ذات گرامی محتاج تعارف کی نہیں، وہ ملک ہندوستان میں بے مثل جامع عالم ومناظر ہیں۔ بالخصوص قادیانی لٹریچر میں آپ کو بے نظیر قابلیت حاصل ہے۔ مولانا ممدوح نے اس کتاب کا نام ''عجائبات مرزا'' رکھنے میں عجب کمال دکھایا۔ وہ واقعی اسم بامسمیٰ ہے۔ مرزا صاحب کی جو تحریریں اس کتاب میں زیر بحث لائی گئیں ہیں، وہ محض پریشان خیالات اور خیالی تک بندیاں ہیں۔ معلوم نہیں مرزا صاحب اپنا وقت ان تک بندیوں میں کیوں خرچ کرتے تھے۔''

والسلام خیرختام

(۲) جناب مولانا غلام محمد گھوٹویؒ شیخ جامعہ عباسیہ بہاولپور:

مولانا ثناء اللہ صاحب کا فضلائے ہند میں جو درجہ ہے، وہ مزید تعارف کا محتاج نہیں، آپ ماشاء اللہ تعالیٰ بہت بڑے اسلامی مناظر ہیں۔ تمام فِرَق کفّار کے مذاہب پر آپ کو سیر حاصل عبور ہے، بالخصوص قادیانی اور اس کے اذنابِ مموّہ (دھوکہ باز) بیانات واستدلالات کی قلعی کھولنے میں آپ کو یکتائی کا درجہ ملا ہے۔ آپ نے ''علم کلام مرزا'' میں جو درحقیت پہلی کتاب کا بہ تبدیلِ نام دوسرا حصہ ہے، مرزا صاحب کے دلائل کا بہترین جواب دیا ہے۔
اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کی ان خدمات میں مزید اضافہ کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے ان ہر دو کو پڑھا ہے۔ یہ دونوں کتابیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں یاد کرلیں۔''

احقر الانام غلام محمد

(۳) جناب مولانا احمد اللہ صاحبؒ صدر مدرس مدرسہ رحمانیہ دہلی:

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ، امابعد رسالہ ''عجائبات مرزا'' مؤلفہ: مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب رئیس المناظرین میں نے مطالعہ کیا، خوب ہی مکائد وہفواتِ متضادہ مرزا غلام احمد اوران کے پسر محمود احمد کو واضح فرمایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مولانا موصوف کی سعی کو مشکور فرمائیں۔ یہ اکاذیب واساطیر باطلہ مرزا غلام احمد کے ہیں، یا مالیخولیا ومسلوب العقل کے مزخرفات کا تودہ ہے، تعجب یہ ہے کہ پھر بھی مرسل من اللہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور انکے اتباع ایمان فروشی پر فریفتہ ہیں۔ خلق کے سامنے مکروفریب کا جال ڈال رکھا ہے، جس کا نتیجہ یوم القیامۃ خسران وعذاب دائمی ہے۔''

احمد اللہ غفراللہ مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی مؤرخہ: ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ

(۴) مولانا محمد طیب صاحبؒ مہتمم مدرسہ دارالعلوم دیوبند:

"الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ أما بعد: رسالہ عجائبات مرزا جس کو شیر پنجاب مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری کی تصنیف ہونے کا شرف حاصل ہے، احقر کی نظر سے گزرا۔ یہ رسالہ متنبّی قادیانیت کی تہافت و تلبیس بیانی اور مصنف محترم کی صداقت معانی کا آئینہ ہے۔ مرزا صاحب نے اپنی نبوت کو قرون وسنین کے بہت پیچیدہ حسابات لگا کر جوڑا تھا، لیکن ماشاء اللہ مصنف ممدوح کی ایک ہی ضرب نے دلیل کی ساری جمع تفریق باطل کر دی۔ گو مرزا صاحب کے خلف مرزا محمود نے اس بہی کھاتہ کی جمع بندی کی تصحیح کرتے ہوئے ان فرضی حسابات کو برقرار رکھنے کی کوشش وسعی کی ہے، مگر مصنف کے نکتہ رس قلم نے اس سارے سیاہے پر سیاہی پھیر دی اور حاصل حساب کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔ جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔ رسالہ ہر اعتبار سے نافع اور قابل استفادہ ہے۔ وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

احقر محمد طیب غفرلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند 22 رمضان المبارک 1351ھ

(۵) مولانا محمد عالم صاحبؒ:

مرزا صاحب کو ماؤف الدماغ نہ سمجھنا خود ماؤف الدماغی کا اعتراف ہوگا۔ جس کا ثبوت بہم پہنچانے کو حضرت مولانا شیر پنجاب کی اس تازہ تصنیف کے ہر دو حصوں "علم کلام مرزا، عجائبات مرزا" کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔ اس لئے ناظرین کا فرض ہے کہ مولانا کی ایسی تصانیف کا مطالعہ کر کے لطف اندوز ہوا کریں۔ واللہ الموفق

(۶) مولانا غلام مصطفےٰ صاحبؒ مفتی احناف امرتسر:

مرزا قادیانی کو اپنے زور کلام پر بڑا ناز تھا۔ اس کے اذناب بھی اس کو "سلطان القلم" اور "جدید علم کلام کا بانی" قرار دیتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت مرزا کا کلام چند اوہام واختلافات کا مجموعہ ہے۔ میں نے اس کے حصہ دوم "عجائبات مرزا" کے چیدہ چیدہ مقامات کا مطالعہ کیا ہے، اس باب میں اس کو مفید پایا۔ حق تعالیٰ خدمت کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو قادیانی خرافات سے محفوظ رکھے۔ بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

وانا احقر الوریٰ غلام مصطفیٰ الحنفی القاسمی امرتسری ۲۹ رمضان ۱۳۵۱ھ